رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتنۂ احرار اور ہماری سرکار

عرصہ ڈیڑھ دو سال سے بالکل غیر متوقع واقعات اور حالات اِس قسم کے رونما ہو رہے ہیں۔ جو قادیان والوں کے لئے خصوصاً اور تمام جماعت احمدیہ کے لئے عموماً نہایت حیرت انگیز اور پریشان کن ہیں۔ ہماری مہربان گورنمنٹ برطانیہ جو اپنی روایتی امن پسندی اور انصاف روی کی وجہ سے عالمگیر شہرت اور فوقیت رکھتی ہے۔ اور جو ہر چھوٹے سے چھوٹے موقعہ پر بھی قیام امن کے فرض سے نہیں چوکتی۔ اور ذرہ بھر بھی اگر کسی قسم کے نقض امن۔ فساد یا فرقہ وارانہ تصادم کا احتمال ہو۔ فوراً حفظ ماتقدم کے طور پر اس کا سدباب کر دیتی ہے۔ تو میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جبکہ میں نے دیکھا کہ مشہور و معروف غدار۔ مفسد اور امن شکن احرار کو آلہ کار بنا کر عین اس موقعہ پر لاکر بدزبانی اور اشتعال انگیزی کا ڈراما شروع کرایا گیا۔ جب کہ جماعت احمدیہ ہزاروں کی تعداد میں دور و نزدیک سے گذشتہ سے پیوستہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جمع ہوئی۔ اور جس وقت جماعت احمدیہ کے مقدس بانی اور امام کی شان میں گندی سے گندی بدزبانی کی بدولت تصادم کا واقع ہو جانا لازمی امر تھا۔ ایسے نازک ترین موقعہ پر حکومت کی طرف سے کوئی خاطر خواہ انتظام نہ کیا گیا۔ چنانچہ عبدالدینار آلہ کاروں کا اڈا احرار کے بھیس میں غیر احمدیوں کی مسجد میں لگوایا گیا۔ اور ان کے پروگرام میں ہر چہ خواہی کن کی آزادانہ سکیم رکھ کر انکی حفاظت کی ذمہ واری بذریعہ پولیس کرائی گئی۔ اس آلہ کار گروہ کو اختلافی مسائل سے کوئی سروکار نہ تھا۔ کیونکہ ان کا مقصد تبلیغی نہ تھا۔ بلکہ اس کی غرض و غایت محض اشتعال انگیزی اور تصادم خیزی تھی۔ جیسا کہ واقعات سے مترشح ہوتا رہا ہے۔ ان آلہ کاروں کی دیدہ دلیرانہ جسارت اور مفسدانہ جرأت کا مظاہرہ بزبان حال و قال پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔ کہ پس پشت اور در پردہ ایک ڈپلومیٹک طاقت ہے۔ جس کے بل بوتے اور حوصلہ پر اس قسم کی حرکات شنیعہ کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ ہمارے ذمہ دار بزرگوں نے موجود الوقت افسران حکومت کو توجہ دلائی۔ تو حسب معمول پوچا پاچی کر دی جاتی رہی۔ بلکہ موقعہ بر موقعہ ہمارے ہی آدمیوں کو ملزم قرار دیا جاتا رہا۔ کہ وہ وہاں جاکر احرار کا لکچر یا خطبہ وغیرہ نہ سنیں۔ اگر کوئی احمدی بھولے بھٹکے سے یا نوٹ لینے کی خاطر جا بھی پہنچا۔ تو نہایت درشتی اور سختی اور بے جا جبر و تعدی سے دھکے دے دے کر نکالدیا گیا۔ وہاں پر احمدیوں کی حاضری تو روکی جا سکتی تھی مگر جن احمدیوں کے وہاں مکان تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جن کے کانوں میں احرار نما ایجنٹوں کی بدزبانی اور اشتعال انگیزی خواہ مخواہ بھی پہنچتی تھی۔ انکو وہاں سے کس طرح دور کیا جا سکتا تھا۔

بہر حال اُس وقت چونکہ یہ وقاری پروگرام ابتدائی منزلیں طے کرا رہا تھا۔ اِس لئے ایسی پبلک میٹنگ منانے سے اجتناب کیا گیا۔ جس میں احمدی بھی آجا سکیں۔ کیونکہ اس وقت قادیان کی غیر احمدی پبلک کو جماعت احمدیہ کے خلاف مسموم کیا جا رہا تھا اور ..... کے مشہور و معروف اصول کے ماتحت یہ مرحلہ بھی ضروری تھا۔ کہ قادیان کی غیر احمدی پبلک میں جو بھی تھوڑی بہت شرافت۔ لحاظ اور ہمسائیگی کے خوشگوار تعلقات اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کے مربیانہ اور دوستانہ سلوک اور مروّتوں کا کم و بیش احساس ہے۔ وہ دلوں سے کافور ہو کر بے مروّتی۔ طوطا چشمی۔ تعصب۔ مخالفت عناد اور خواہ مخواہ کا انتقامی جذبہ ان کی جگہ لے لے۔ تاکہ کم خرچ بالانشین کی پالیسی پر عمل کیا جا سکے۔

ایک مشہور اور زبردست اور ڈپلومیٹک قوم کے لئے اس قسم کے اقدام میں قادیان کے سادہ لوح لوگوں میں کامیابی بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ پس جب آلۂ کار کے لانے والوں کو اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا۔ تو جھٹ ایک بہت بڑے ڈراما کی طرح ڈالی۔ اس ڈراما کا نام "تبلیغی کانفرنس" رکھا گیا۔ اور اس کے لئے خوب خوب طیاریوں کا مظاہرہ کیا گیا۔ مفسدہ پرداز لوگوں نے احرار کے مکروہ بھیس میں خوب ہاتھ رنگے۔ بہر حال یہ ڈراما اکتوبر ۳۴ء میں آریہ سکول قادیان کی گراؤنڈ میں جو سرکاری افسروں کی جدوجہد سے ڈراما کا پارٹ ادا کرنے کے لئے مہیا کی گئی تھی رچایا گیا۔ اس ڈرامے کے سرکسی حصہ میں خوب کرتب دکھلائے گئے۔ اور جی کھول کر سلسلہ احمدیہ کی شان میں بدزبانی اشتعال انگیزی اور مفسدہ پردازی کر کے اس پروگرام اور سکیم کی تکمیل کی گئی۔ جو احراری بھیس میں غنڈوں اور لفنگوں کو لانے والوں نے مقرر کر رکھی تھی۔ ان سرکسی ایکٹروں نے سرکاری افسروں اور پولیس کے زیر سایہ اور زیر حفاظت بلکہ میں کہوں گا۔ کہ زیر قیادت اپنے مشفق مربیوں کو اپنی جوہر نمائی اور بزد آزمائی کا مظاہرہ کر کے یقین دلا دیا۔ کہ انہوں نے اپنا حق نمک خوب ادا کر دیا ہے اور احراری ٹولہ کے صاحبوں نے بچشم خود دیکھ لیا کہ وہ ایک حد تک کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور اب قادیان اور قادیان کے ارد گرد مضافات کے علاوہ بیرونجات شہروں میں بھی سلسلہ احمدیہ کے خلاف تستیم عداوت پھیل گیا ہے۔ اب اگر اس کے بعد سلسلہ احمدیہ والے ان آنے والے مظالم اور زیادتیوں پر ہزار روئیں چیخیں چلائیں پبلک میں ہرگز کوئی شنوائی نہ ہوگی۔

برعایت اختصار عرض کرتا ہوں۔ کہ اس عظیم الشان اجتماع سرکس کا انجام عطاء اللہ شاہ بخاری والے مقدمہ کے ذریعہ سیشن جج بہادر گورداسپور کے فیصلہ کی صورت میں ظاہر ہو گیا۔ کہ کس طرح عطاء اللہ بخاری کی اپیل پر جبکہ مدعی و مدعا علیہ دوسری فریق ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے بزرگوں کو اس سے محض شہادت کا تعلق ہے۔ مگر فیصلہ میں سب کچھ شاہدوں کے خلاف ہی لکھا گیا۔ اور اصل مجرم کے خلاف محض فارمل خانہ پُری کی گئی۔ اس فیصلہ کی رو سے قادیان کی جماعت قاتل۔ ظالم۔ مفسدہ پرداز۔ متوازی حکومت کے قائم کرنے والے مکانوں کے جلا دینے والے وغیرہ وغیرہ ثابت ہوتی ہے۔ غرضیکہ دنیا بھر کا کوئی عیب نہیں جو احمدیہ جماعت قادیان میں نہیں پایا جاتا۔ کوئی جرم نہیں جس کا ارتکاب یہاں نہیں ہوتا۔ اگر فی الواقعہ جماعت احمدیہ ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ اس فیصلہ میں ظاہر کیا گیا ہے تو بیشک یہ جماعت کل کی مٹتی آج ہی مٹ جائے۔ تو بہتر ہے ایسی سفاک و ظالم جماعت جو دن دہاڑے قاتلانہ حملے کرے۔ ایسی بے رحم جماعت جو ظالمانہ طور پر کسی کے مکان کو نذر آتش کرے۔ ایسی شوریدہ پشت جماعت جو امن عامہ کو تباہ و برباد کرنے کے لئے خفیہ خفیہ سازشیں کر کے جھوٹے مقدمات بنا کر جھوٹی گواہیاں دلا کر جھوٹے اور بناوٹی فتنے کھڑے کر کے معصوموں اور بے گناہوں کو مظالم و مفاتن کا تختۂ مشق بنائے ایسی جماعت جو قیام امن کی دعویدار بن کر اور محافظ مخلوق کہلا کر کمینوں اور رذیلوں کے ساتھ سازشیں کر کے کھلم کھلا امن شکنی کی مرتکب ہو۔ اور مظلوموں کو ظالم اور ظالموں کو مظلوم ثابت کر کے معاون علے الاثم والعدوان بنے۔ ایسی گندی اور ننگ انسانیت قوم سانپوں اور بچھوؤں سے بدتر ہے۔ بہتر ہے کہ ایسی جماعت سانپوں بچھوؤں کی جون میں بدل جائے۔ اور دنیا سے اس کا نشان ہی مٹا دیا جاوے۔

بہر حال اس فیصلہ کی کالی روشنی میں اس تھوڑے سے عرصہ میں جو کچھ افسوسناک من مانی کارروائیاں جو اس تخریبی پروگرام میں مقرر کر رکھی تھیں۔ ظہور میں آئیں۔ اور آ رہی ہیں۔ وہ اب مخفی نہیں۔ ان کارروائیوں کی ہیئت ترکیبی ہی اپنی حقیقت اور ماہیت کو خود بخود طشت از بام کر رہی ہے۔ میں تو ایک ماہ سے اپنے دوستوں کو کہہ رہا ہوں۔ کہ اس پروگرام کی رفتار اب بہت تیز کر دی گئی ہے کیونکہ ڈیڑھ دو سال کے طویل تلخ تجربہ نے سازشیوں کو تھکا کر جھنجلا دیا ہے۔ اب تک وہ سب کچھ کیا جا چکا ہے۔ جو کسی قوم کو برانگیختہ کرنے اور مشتعل کر کے بجنگ آمد کرنے کے لئے دنیا میں بوقت ضرورت کیا جاتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے متوقع تصادم نہیں ہوا۔ کیوں نہیں ہوا۔ اس کی وجہ صاف ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہہ سکتا ہوں۔ کہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے ایک امام۔ صرف امام ہی نہیں

(بقیہ مضمون دیکھو صفحہ ۱۱ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

جلد ۲ ٭ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۳۵ء ٭ نمبر ۱۴

کلام الامام امام الکلام !!

مولوی محمد حسین بطالوی کو نصیحت

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بالآخر میں مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو محض حسبۃً للہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپ آخر عمر تک پہنچ گئے ہیں اب خدا تعالیٰ کے مقابل پر بیہودہ چالاکیوں کو چھوڑ دیں آپ نے بہت زور لگایا ہر ایک قسم کا مکر کیا اور نور کے بجھانے کے لئے قابل شرم منصوبوں سے کام لیا مگر انجام کار نامراد رہے اگر میں مفتری ہوتا تو آپ کا کہیں نہ کہیں ہاتھ پڑ جاتا اور میں کب کا تباہ ہو جاتا۔ ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھکو ہوتی ہے ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے پھر کب ممکن ہے کہ خدا اس کی حمایت کرے اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کا نام و نشان نہ رہتا۔ پچیس ۲۵ برس بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت گذر گئی جب میں نے دعویٰ کیا تھا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور اگرچہ اس دعوے پر ایک دنیا کو مخالفت کا جوش رہا مگر اے مولوی صاحب آپ نے تو میری ایذا میں کوئی دقیقہ کوشش کا اٹھا نہ رکھا۔ اور آپ نہ صرف پبلک کو بلکہ ہمیشہ گورنمنٹ انگریزی کو بھی دھوکا دیتے رہے کہ یہ شخص مفتری اور گورنمنٹ کا بدخواہ ہے اور خون جیسے سنگین مقدمے میری پر کئے گئے۔ اور آپ ایسے مقدمات کے ثابت کرانے کیلئے خود گواہ بنکر کچہری میں حاضر ہوئے اور میری پر کفر کے فتوے لکھائے۔ اور مجھ سے لوگوں کو بیزار کرنا چاہا یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ میرے ساتھ صرف چند آدمی تھے اور آپ کی مخالفانہ کوششوں کے بعد کئی لاکھ آدمی میرے ساتھ ہو گئے۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو میری تباہ کرنے کے لئے آپ کی کوششوں کیضرورت نہ تھی میں خود اپنے افترا اور شامت اعمال سے تباہ ہو جاتا یہ بات عقل سلیم قبول نہیں کر سکتی۔ کہ ایک مفتری کو ایک ایسی لمبی مہلت دیجائے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت سے بھی زیادہ ہو کیونکہ اس طرح پر امان اٹھ جاتا ہے۔ اور کوئی مابہ الامتیاز صادق اور کاذب میں قائم نہیں رہتا۔ بھلا اسبات کا تو جواب دو کہ جب سے میں نے دعویٰ کیا ہے کس قدر مقدمے میری خلاف فوجداری میں اٹھائے گئے اور کوشش کی گئی کہ مجھے ماخوذ کرائیں اور آپ نے ایسے مقدمات کی تائید میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر کیا کسی مقدمہ میں آپ یا آپ کا گروہ فتحیاب بھی ہوا؟ اگر میں صادق نہ ہوتا تو کیا وجہ کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک موقعہ میں خدا تعالیٰ کاذب کی ہی حمایت کرتا رہا اور جو صادق کہلاتے تھے ہر ایک میدان میں ان کا منہ کالا ہوتا رہا۔ بددعائیں کرتے کرتے سجدوں میں انکی ناک گھس گئی مگر دن بدن خدا میری مدد کرتا رہا۔ اور میرے مقابل پر انکی کوئی دعا قبول نہ ہوئی اور آپکا

تو ابتک شیوہ رہا ہے۔ کہ بار بار خلاف واقعہ باتیں میری نسبت اپنے رسالوں اور نیز اخباروں میں درج کرا کر گورنمنٹ انگریزی کو دھوکا دے اور میرے پر بدظن کرنا چاہتے ہیں ایسی شرارتوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ ان شرارتوں میں آپ ہمیشہ نامراد رہیں گے۔ کوئی امر زمین پر نہیں ہو سکتا جب تک آسمان پر قرار نہ پاوے۔

اور اس گورنمنٹ محسن کی نسبت میری دل میں کوئی بدارادہ نہیں ہے۔ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا۔ قدیم سے میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں بار بار یہی شائع کیا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہیں کہ اس کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کرتے ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی رو سے آپ کے رہنے کے لئے اور بھی ملک ہیں۔ اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر مکہ میں یا مدینہ میں یا قسطنطنیہ میں چلے جائیں تو سب ممالک آپ کے مذہب اور مشرب کے موافق ہیں لیکن اگر میں جاؤں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ سب لوگ میرے لئے بطور درندوں کے ہیں۔ الا ماشاء اللہ اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا میری پر احسان ہے کہ ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ مجھے مبعوث فرمایا ہے جس کا مسلک دلازاری نہیں اور اپنی رعایا کو امن دیتی ہے مگر باوجود اس کے میں صرف ایک ہی ذات پر توکل رکھتا ہوں۔ اور اسی کے پوشیدہ تصرفات میں سے جانتا ہوں کہ اس نے اس گورنمنٹ کو میری نسبت مہربان بنا رکھا ہے اور کسی شریر مخبر کی پیش چلنے نہیں دی۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے جو میں اس دنیا سے گذر جاؤں میں اپنے اس حقیقی آقا کے سوا دوسرے کا محتاج نہیں ہوں گا۔ اور وہ ہر ایک دشمن سے مجھے اپنی پناہ میں رکھے گا۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً و ظاھراً و باطناً ھو ولی فی الدنیا و الآخرۃ و ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد کرے گا۔ اور وہ مجھے ہرگز ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ اگر تمام دنیا میری مخالفت میں درندوں سے بدتر ہو جائے۔ تب بھی وہ میری حمایت کریگا۔ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اُتروں گا کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میری ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ میرے اندرون کا جو اس کو علم ہے کسی کو بھی علم نہیں۔ اگر سب لوگ مجھے چھوڑ دیں۔ تو خدا ایک اور قوم پیدا کرے گا۔ جو میری رفیق ہوں گے۔ نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میری مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائیگی۔ اور سلسلہ درہم برہم ہو جائیگا مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے زمین کی طاقت میں نہیں کہ اس کو محو کر سکے۔ میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔ خدا وہی ہے جو میرے پر اپنی پاک وحی نازل کرتا ہے اور غیب کے اسرار سے مجھے اطلاع دیتا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور ضروری ہے کہ وہ اس سلسلہ کو چلا دے اور بڑھاوے اور ترقی دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے دکھلا دے۔ ہر ایک مخالف کو چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگا دے اور پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا۔ پہلے اس سے ابوجہل اور ابولہب اور انکے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لئے کیا کیا زور لگائے تھے۔ مگر اب وہ کہاں ہیں۔ وہ فرعون جو موسےٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اب اس کا کچھ پتہ ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے بدقسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے۔

میں آپ کو محض للہ پھر دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ یوں تو ہر ایک نبی کا مخالف یہی دعویٰ کرتا ہے کہ اس نبی سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی پیشگوئی اس کی پوری ہوئی۔ جیسا کہ ہم یہودیوں کی کتابوں میں حضرت عیسےٰ کی نسبت دیکھتے ہیں۔ اور یہی ہم عیسائیوں کی کتابوں میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہوا پاتے ہیں۔ مگر میں آپ کو نیک صلاح دیتا ہوں کہ درندگی کا طریق چھوڑ کر اب بھی آپ میری نسبت تحقیقات کر لیں۔ اوّل منقولی طور پر مجھ سے ثبوت لے لیں کہ کیا یہ ضروری نہیں کہ اِس امت کا مسیح اِسی اُمت میں سے ہونا چاہیئے۔ اور پھر دوسرے یہ دیکھ لیں کہ کس قدر میرے دعوے کی تائید میں مجھ سے نشان ظاہر ہوئے ہیں۔ اور جو کچھ کہا جاتا ہے کہ فلاں پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ یہ محض افترا ہے بلکہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ اور میری کسی پیشگوئی پر کوئی ایسا اعتراض نہیں ہو سکتا جو پہلے نبیوں کی پیشگوئیوں پر جاہل اور بے ایمان لوگ نہیں کر چکے۔

اگر خدا تعالےٰ کا خوف ہو۔ تو آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ میرے ساتھ آپ کا مقابلہ تقویٰ سے بعید ہے۔ کیونکہ آپ لوگوں کی دستاویز صرف وہ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے کچھ موضوع اور کچھ ضعیف اور کچھ ان میں سے ایسی ہیں۔ جن کے معنے آپ لوگ سمجھتے نہیں۔ مگر آپ کے مقابل پر میرا دعویٰ علیٰ وجہ البصیرت ہے اور جس وحی نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور آنیوالا مسیح موعود یہی عاجز ہے۔ اُس پر میں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں۔ جیسا کہ میں قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور یہ ایمان صرف حسن اعتقاد سے نہیں بلکہ وحی الٰہی کی روشنی نے جو آفتاب کی طرح میرے پر چمکی ہے یہ ایمان مجھے عطا فرمایا ہے۔ جس یقین کو خدا نے خارق عادت نشانوں کے تواتر اور معارف یقینیہ کی کثرت سے اور ہر روزہ یقینی مکالمہ اور مخاطبہ سے انتہا تک پہنچا دیا ہے اُس کو میں کیونکر اپنے دل میں سے باہر نکال دوں کیا میں اس نعمت معرفت اور علم صحیح کو رد کر دوں۔ جو مجھکو دیا گیا ہے۔ یا وہ آسمانی نشان جو مجھے دکھائے جاتے ہیں میں ان سے منہ پھیر لوں یا میں اپنے آقا اور اپنے مالک کے حکم سے سرکش ہو جاؤں۔ کیا کروں۔ مجھے ایسی حالت سے ہزار دفعہ مرنا بہتر ہے کہ وہ جو اپنے حسن و جمال کے ساتھ میرے پر ظاہر ہوا ہے۔ میں اس سے برگشتہ ہو جاؤں۔ یہ دنیا کی زندگی کب تک اور یہ دنیا کے لوگ مجھ سے کیا وفاداری کریں گے۔ تا میں ان کے لئے اُس یار عزیز کو چھوڑ دوں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ میرے مخالفوں کے ہاتھ میں محض ایک پوست ہی جس میں کیڑا لگ گیا ہے۔ وہ مجھے کہتے ہیں۔ کہ میں مغز کو چھوڑ دوں۔ اور ایسے پوست کو میں بھی اختیار کر لوں مجھے ڈراتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں لیکن مجھے اُسی عزیز کی قسم ہے جس کو میں نے شناخت کر لیا ہے۔ کہ میں ان لوگوں کی دھمکیوں کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتا۔ مجھے اس کے ساتھ غم بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ دوسرے کے ساتھ خوشی ہو۔ مجھے اس کے ساتھ موت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ اس کو چھوڑ کر لمبی عمر ہو۔ جس طرح آپ لوگ دِن کو دیکھ کر اس کو رات نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح وہ نور جو مجھکو دکھایا گیا میں اس کو تاریکی نہیں خیال کر سکتا۔ اور جب کہ آپ اپنے اِن عقائد کو چھوڑ نہیں سکتے جو صرف شکوک اور توہمات کا مجموعہ ہے۔ تو میں کیونکر اس راہ کو چھوڑ سکتا ہوں جس پر ہزار آفتاب چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیا میں مجنون یا دیوانہ ہوں۔ کہ اس حالت میں جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھے روشن نشانوں کے ساتھ حق دکھا دیا ہے پھر بھی میں حق کو قبول نہ کروں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ہزارہا نشان میرے اطمینان کے لئے میرے پر ظاہر ہوئے ہیں۔ جن میں سے بعض کو میں نے لوگوں کو بتایا اور بعض کو بتایا بھی نہیں۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ یہ نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور کوئی دوسرا بجز اُس وحدہٗ لاشریک کے اُن پر قادر نہیں۔ (ضمیمہ براہین پنجم)

اِطلاع

جن بقایا داران کے اسماء گرامی گذشتہ پرچہ فاروق میں معہ رقم واجب الوصول درج کئے گئے ہیں۔ وہ ازراہ کرم اپنا اپنا چندہ اس کے مطابق بذریعہ منی آرڈر یا بوساطت محاسب صدر انجمن احمدیہ اپنی جماعت کے ماہوار چندوں کے ساتھ بھیجدیں ورنہ اگلا پرچہ بہرانکے نام وی پی بھیجا (منیجر رسالہ مطلع ہو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن

سکھ صاحبان کی خدمت میں چند گذارشات

(۵)

(از گیانی واحد حسین صاحب مبلغ)

سوساکھی کے غیر مستند ہونیکا ثبوت

اب میں "سوساکھی" جس کو سری گورو گوبند سنگھ صاحب کی تصنیف بتایا جاتا ہے۔ جس پر اکثر سکھ حضرات بڑی عقیدت رکھتے اور ہر ایک واقعہ کو اس کتاب میں گورو گوبند سنگھ صاحب کی پیشگوئی کا پورا ہونا بتاتے ہیں۔ اس کے جعلی ہونے کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں۔ کہ سری گورو گرنتھ صاحب کے محافظوں نے کس طرح خود ہی کتابیں بنا بنا کر اپنے ست گورؤں کی طرف منسوب کیں۔ چنانچہ اس جگہ سردار دھنا سنگھ صاحب قانونگو پسرور کی تحقیق جو آپ نے "سوساکھی" کے متعلق کی ہے پیش کرتا ہوں۔ چونکہ سردار صاحب کا مضمون بہت لمبا اور پنجابی میں ہے۔ اس لئے بوجہ عدم گنجائش کے صرف اس کا خلاصہ مطلب اردو میں ہی درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ سردار صاحب لکھتے ہیں۔

اصل کتاب سوساکھی کا نام "گوردتن مالا" ہے۔ اس میں نئو ساکھیاں ہونے کی وجہ سے اس کو سوساکھی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہے وہ اس کو بہت چھپا چھپا کر رکھتے ہیں۔ اس میں پیشگوئیوں کے علاوہ جنگوں کے تذکرے۔ رہت نامے۔ گیان چرچا تواریخی اور پورانک پرسنگ دھرم راج نیتی اُپدیش اور مختلف ساکھیاں بھی ملتی ہیں۔ اس کی عبارت مشکل اور پیچ دار ہونے کے سبب پڑھنے والے کو مجرم میں ڈال دیتی ہے۔ اس کے پڑھنے کا ہر ایک شخص شائق ہے۔ لیکن صحیح معنے نہ سمجھ میں آنے کی وجہ سے ایک ہی پرسنگ کے کوئی کچھ اور کوئی کچھ معنے کرتا ہے۔ کوئی اس کو دسم گورو کے مکھ واک یعنی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات بتاتا ہے اور کوئی بھائی رامؔ کور جی کے اور کوئی بھائی رام کور صاحب کی پانچ سو ساکھیوں میں سے چنی ہوئی سوساکھیاں بتلاتا ہے۔ کوئی مسلوں[2] کے وقت کی تصنیف بتاتا ہے اکثر سکھ حضرات اس پر بہت عقیدت اور شردھا رکھتے ہیں۔ اس کتاب کی تحقیق کرتے وقت اگر صرف اسی کتاب پر دار و مدار رکھا جاوے۔ تو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ جب کوئی خاص واقعہ یا مصیبت ظہور میں آئے۔ تو اکثر سکھ دوست سوساکھی کے چند اشعار پڑھ کر گورو صاحب کی پیشگوئی کا پورا ہونا بتاتے ہیں۔ یہی خواہش میرے دل میں تھی۔ جس کی وجہ سے مجھے اس کے پڑھنے اور تحقیق کرنیکا شوق ہوا۔ لیکن معنوں کا پتہ نہ لگ سکا۔ کئی ایک عالموں سے سمجھنے کی کوشش کی۔ جہاں جہاں اس کتاب کے جاننے والوں کا پتہ چلا وہاں پہنچ کر تحقیق کی۔ اور پورانے قلمی نسخے تلاش کر کے ان پر غور کیا اور ساتھ ہی دوسری کتابوں کی بھی وچار کی گئی اس کی تحقیق کا نتیجہ پیش کرتا ہوں۔

پہلے اس کتاب کی تصنیف کا زمانہ اس سے ہی بتاتا ہوں۔

(سوساکھی) کے شروع میں لکھا ہے۔ کہ یہ کتاب سمت ۱۷۹۱ بکرمی میں لکھی گئی۔ اور پھر ساکھی نمبر ۵ کے آخر میں لکھا ہے۔ کہ سمت ۱۷۸۱ بکرمی ویر وار میں صاحب رام کور کی مہربانی سے لکھی گئی تھی۔ اور ساتھ ہی بھائی رام کور کی وفات کا ذکر ہے۔ جیپ پرمارتھ پھل ساکھی نمبر ۹۲ میں لکھا ہے۔ کہ یہ کتاب سمت ۱۷۸۳ بکرمی میں تصنیف ہوئی اور ساکھی نمبر ۹۹ میں لکھا ہے۔ کہ یہ کتاب نارائن مصر کی زبانی لکھی گئی ہے۔ اور چار دوہرے مصر صاحب نے لکھے۔ اس میں جموں کے راجہ رنجیت دیو اور ان کے باپ رتن دیو کا ذکر بھی ہے۔ اور یہ بھی مرقوم ہے۔ کہ نارائن مصر نے اپنے بزرگوں سے سُنی ہوئی باتیں سنائیں۔ راجہ رنجیت دیو جموں میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ کتاب اس کے بعد کی تصنیف ہے۔ سب سے آخری ساکھی میں لکھا ہے کہ سمت ۱۹۰۴ بکرمی سنیچر وار ۱۲ چیت کو یہ کتاب بھائی ویر سنگھ نے لکھوائی۔ لیکن پہلی ساکھی میں لکھوانے والے کا نام بھائی رام کور بتایا گیا ہے۔ ساکھی نمبر ۵۸ میں لکھا ہے۔ کہ یہ بندے[3] کا پوتا پہاڑوں میں جا چھپا۔ حالانکہ اُس نے گورو گوبند سنگھ صاحب کے کئی سال بعد شادی کی اور کب اس کے ہاں پوتا ہوا۔ جو پہاڑوں میں چھپا اور وہاں پر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ نادر شاہ آیا۔ اور مصنف نے اس کو خود دیکھا۔ یعنی ۱۷۹۷ کے قریب۔ پھر ساکھی نمبر ۹۹ میں لکھا ہے۔ کہ احمد شاہ ابدالی آیا اور ملک کو بہت تکلیف ہوئی۔ یعنی سمت ۱۸۲۳ کے قریب۔ پھر ساکھی نمبر ۱۶ میں لکھا ہے۔ کہ اُس لڑکی کی اولاد کے پانچ گاؤں آباد ہوئے۔ جس کو ساکھا سنگھ سجان سنگھ کا بیٹا جانتا ہے۔ حالانکہ کب دسم پاتشاہ نے اُس

---

[1] گورو گوبند سنگھ صاحب کے ایک پیارے سکھ کا نام

[2] پنجاب میں سکھوں کی بارہ مسلیں تھیں۔

[3] بندہ بیراگی جس کا نام گوربخش سنگھ بھی تھا منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بی بی کی شادی کرائی۔ اور کب اس کے اتنی اولاد ہوئی۔ کہ جس کے پانچ گاؤں آباد ہوگئے۔ کم از کم ایک بندے کی اولاد کی اتنی تعداد کے لئے ۱۵۰ برس کا عرصہ ضروری ہے۔ پھر ساکھی نمبر ۵۸ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بعد کا حال کہ فریب سے ملک مارا گیا لکھا ہے۔ پھر ساکھی نمبر ۸۱ میں لکھا ہے کہ سمت ۱۸۹ بکرمی میں قحط پڑا تھا۔ اِس طرح اور بھی کئی ایک پرسنگوں میں اس طرح کے غلط واقعات ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ کتاب سمت ۱۸۹ بکرمی کے بعد لکھی گئی۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ کتاب سنہ ۱۹۰۴ء بکرمی سنیچروار ۱۲ چیت کو لکھی گئی۔ جو پنڈت بیر سنگھ براہمن آنند پوریئے نے لکھوائی۔ بھائی وزیر سنگھ اور بھائی دیالا نے دیپالپور میں لکھی۔ اس کتاب میں مہاراجہ دلیپ سنگھ کے متعلق پیشگوئیوں کے رنگ میں بہت سے پرسنگ ملتے ہیں۔ جن میں اُن سے بڑی بڑی اُمیدیں اور کام ہونے لکھے ہیں۔ کیوں کہ سنہ ۱۹۰۴ء میں مہاراجہ دلیپ سنگھ نابالغ گدی پر بٹھایا گیا تھا۔ اور پنجاب کو انگریزوں کے تازہ تازہ فتح کرنے پر سکھوں کے دلوں میں بہت جوش تھا۔ اور طرح طرح کے خیالات ان کے دلوں میں تھے۔ اور یہ یقین تھا کہ دلیپ سنگھ نے بالغ ہو کو حکومت کرنی ہے اور کئی ایک ملک فتح کرنے ہیں۔ اِن اُمیدوں کے پرسنگوں کو مستقبل اور پیشگوئیوں میں بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ دلیپ سنگھ نے دور دور تک راج کرنا ہے مصنف سوساکھی نے ان باتوں کو سری گورو گوبند سنگھ صاحب کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی باتیں بتایا ہے جس کو پڑھ سُن کر کئی سکھ دوست اس کو دسم گرو یعنی سری گوبند سنگھ صاحب کی نہ ٹلنے والی کلام سمجھ کر مانتے ہیں۔ یہ کتاب سورج پرکاش کے ۴ سال بعد بنی ہے۔ کہیں کہیں مصنف سوساکھی نے سنے سنائے بالکل فرضی اور جھوٹے قصے بھی گورو گوبند سنگھ صاحب کی زبانی لکھا دیئے ہیں۔ جیسا کہ ساکھی نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ اور موسےٰ کی پیدائش ایک وقت میں ہوئی۔ حالانکہ حضرت موسےٰ سے قریباً ۱۲۰۰ برس بعد حضرت عیسےٰ ہوئے ہیں۔ اسی طرح پہلی ساکھی میں شیخ۔ سید۔ مغل اور پٹھان ایک ہی وقت میں ایک باپ کے بیٹے قندھار میں پیدا ہوئے لکھے ہیں حالانکہ سید حضرت محمد (صلعم) کے عرب میں پیدا ہوئے اور مغل قوم ہی علیحدہ ہے۔ کئی جگہ رہت کی ساکھیاں سکھ مذہب کے خلاف پورانک رسم لکھ کر بنائی ہیں ایسی ساکھیوں کو گورو گوبند سنگھ کے قول کہنا بڑی بھاری غلطی ہے۔ (رسالہ امرت بابت فروری ۱۹۳۴ء صفحہ ۲۸)

مندرجہ بالا مضمون میں سے جن باتوں کا تعلق اس مضمون سے نہ تھا۔ وہ میں نے چھوڑ دی ہیں اب ناظرین کو بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ کتاب سوساکھی کب بنی کس نے بنائی۔ اور اس میں کیا لکھا ہے۔ اس کی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ آپ خود ہی غور فرما سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب کی سن تصنیف میں اور لکھنے لکھانے والوں میں کس قدر اختلاف ہے۔ اور پھر بقول دھنا سنگھ صاحب کس چالسازی سے اس کو گورو گوبند سنگھ صاحب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس میں کسقدر تواریخی غلط واقعات کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور موسےٰ علیہ السلام ایک ہی وقت میں پیدا ہوئے۔ اور مغل سید۔ پٹھان۔ شیخ ایک ہی باپ کے بیٹے قندھار میں پیدا ہوئے وغیرہ لکھے ہیں۔ بھلا ان واقعات اور حالات کی موجودگی میں کیونکر یقین کر لیا جاوے کہ ان لائق مریدوں نے گرنتھ صاحب میں تحریف نہ کی ہوگی۔ پھر اس کے بعد صرف ایک کتاب جس کو اکالی سکھ معتبر تسلیم کرتے اور اس کے شعروں کو اردا سہو میں پڑھتے ہیں۔ اس کے متعلق کچھ عرض کر کے سری گورو گرنتھ صاحب کی تحریف کے متعلق لکھونگا۔ چنانچہ اس کتاب کا نام رہت نامہ بھائی پرلاد سنگھ ہے۔ گو رہت نامے تو بہت سے ہیں۔ لیکن ان میں سے چند ایک یعنی رہت نامہ بھائی نندلال جی و بھائی دیا سنگھ صاحب و بھائی چوپا سنگھ جی و بھائی دیا سنگھ جی بابا سمیر سنگھ جی و بھائی پرلاد سنگھ جی وغیرہ کو مستند سمجھا جاتا ہے۔ اسجگہ گنجائش نہیں۔ کہ ایک ایک کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ آپ صاحبان کے علم کے لئے صرف ایک ہی کو یعنی بھائی پرلاد سنگھ صاحب کے رہت نامہ کو پیش کرتا ہوں

رہت نامہ بھائی پرلاد سنگھ صاحب

کے متعلق گذارش بھائی پرلاد سنگھ صاحب خود فرماتے ہیں۔ کہ ابچل نگر میں سری گورو گوبند سنگھ صاحب مجھے لکھوا رہے ہیں۔ اصل عبارت حسب ذیل ہے۔

رہت نامہ

سری گورو گوبند جی کا بھائی پرلاد سنگھ جی پرتھائے (سری مکھ واک پاتشاہی ۱۰)

دریائی اداسی کے پرتھائے ہویا۔ بھائی بولنا ہویا سری مست کو جی کا۔

دوہرا

ابچل نگر بیٹھے گورو من میں کیا بچار
بولیا سچا ست گورو مورت سری کرتار
حکم ہویا پرہلاد سنگھ بپ جات ہنس رائے
تکٹ بولایا گورو جی لینوں کنٹھ لگائے
پنتھ چلیو ہے جگت میں گورو نانک پرساد
رہت بتائیے خالصے سن سنگھ پرلاد

ترجمہ ابچل نگر میں بیٹھے ہوئے سری گورو گوبند سنگھ صاحب نے من میں بچار کی اور سچا ست گورو جو ایشور کی مورت تھی۔ انہوں نے حکم دیکر پرہلاد سنگھ براہمن کو اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا کہ جو گورو نانک صاحب کی کرپا سے خالصہ مذہب دنیا میں بنایا ہے۔ ان کی رہت بتاتا ہوں۔ اے پرہلاد سنگھ تو سن اس کے آگے وہ رہت لکھی ہے یعنی بھائی پرہلاد سنگھ صاحب لکھ رہے ہیں کہ ابچل نگر میں بیٹھے ہوئے گورو گوبند سنگھ نے مجھے یہ رہت نامہ لکھوایا ہے۔ اس وقت سمت ۱۷۵۲ بکرمی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمت سترآں بیتے بھئے برس بونجا ہزار
ماگھ ودی تتھ پنچمی ویر وار سبھ دار ۳۵

یعنے سمت ۱۷۵۲ بکرمی کو گورو گوبند سنگھ نے مجھے یہ رہت نامہ لکھوایا۔ جو گورو صاحب کے اپنے بچن ہیں۔ اب میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ بھائی پربلاد سنگھ صاحب نے یہ غلط بیانی کی ہے۔ کہ سمت ۱۷۵۲ بکرمی میں بمقام انچل نگر گورو صاحب نے مجھے یہ رہت نامہ لکھوایا ہمیں دیکھنا یہ ہے۔ کہ گورو صاحب اس سمت میں کہاں تھے۔ اور آپ انچل نگر کب گئے۔ سو واضح ہو۔ کہ سمت ۱۷۵۲ بکرمی دسم گرنتھ کا پاٹھ "ترآچتر" مکمل کرنے کے وقت آپ آنند پور میں قیام فرما تھے اور سمت ۱۷۵۳ بکرمی میں آپ نے یہ بانی مکمل کی۔ پھر آپ نے سمت ۱۷۵۵ بکرمی میں آنند پور ہی میں رامائن کا ترجمہ کیا۔ اور سمت ۱۷۵۶ بکرمی میں کیس گڑھ میں آپ نے پانچ پیاروں کو امرت چھکایا وغیرہ۔ پھر سمت ۱۷۶۲ کو مکتسر کے جنگ سے فارغ ہو کر ۱۳ کتک کو سرسی دمدمہ صاحب پہنچے جہاں آپ نے بھائی منی سنگھ سے آدگرنتھ صاحب لکھوایا۔ اور سمت ۱۷۶۳ بکرمی میں آپ دمدمہ صاحب سے روانہ ہو کر مری حضور صاحب (انچل نگر) پہنچے۔ اور وہاں پر سمت ۱۷۶۵ بکرمی کو آپ کی وفات ہوئی۔ پس بھائی پربلاد سنگھ صاحب کا یہ کہنا کہ سمت ۱۷۵۲ میں آپ نے انچل نگر میں رہت نامہ لکھوایا۔ بالکل غلط ہے۔ حالانکہ گورو صاحب اس وقت آنند پور میں رامائن کا ترجمہ کر رہے تھے۔ اور قریباً گیارہ برس بعد آپ انچل نگر یعنی ناندیڑ ریاست حیدرآباد دکن کو تشریف لے گئے۔ چنانچہ میں سردار کاہن سنگھ صاحب کی گواہی بھی پیش کرتا ہوں:۔

آپ ایک رہت نامہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"اس کوی نے لکھا ہے۔ کہ سمت ۱۷۶۲ وچ رہت نامہ انچل نگر بیٹھ کے رت گوراں نے لکھاں توں اُپدیش کیتا پر ایس توں اے پتہ نہیں کہ کلغی دھر جی سمت ۱۷۶۵ توں پہلاں کدے انچل نگر نہیں گئے اور حضور صاحب تھا اوچل نگر گوردھام دے نام بھی دیمش دے جوتی جوت سماون پچھوں پنتھ نے تھاپے۔"

(گورمت سدھاکر کی بھومکا)

بھائی صاحب ایک اور جعلی رہت نامہ جو لکھنے والے نے گورو گوبند سنگھ صاحب کی طرف منسوب کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ سمت ۱۷۶۲ بکرمی میں گورو صاحب نے سری حضور صاحب یعنی انچل نگر میں بیٹھ کر سکھوں کو اُپدیش کیا حالانکہ گورو صاحب سمت ۱۷۶۵ بکرمی سے پہلے کبھی انچل نگر نہیں گئے۔ یہ کس قدر خلاف واقعہ ہے۔ پیارے بھائیو! پربلاد سنگھ تو گورو کا انچل نگر میں رہت نامہ لکھوانا سمت ۱۷۵۲ بتاتا ہے۔ اور دوسرے رہت نامے والا سکھ بھائی سمت ۱۷۶۲ بکرمی لکھتا ہے۔ لیکن یہ دونوں ہی فرضی ہیں۔ یہ ہے سکھ مستقبلوں کی مذہبی کتابوں کی حقیقت۔ جو دوسروں کو منوانا چاہتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

پیغامی مشن

"کیا اہل پیغام متواتر چھ سال تک مشرک رہے"؟

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اخبار پیغام صلح ۱۵ر مارچ ۱۹۳۵ء صفحہ ۶ کالم ۲ میں "آیت استخلاف اور مسئلہ خلافت پر ایک نظر نمبر ۲" کے عنوان والے مضمون کے نیچے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ

"قادیانی خلافت شرک ہے"

یہ جب میں نے پڑھا۔ خوب ہنسا اور دل میں خیال کیا۔ کہ کیا یہ لوگ پچھلے کئے کو بالکل بھول ہی جایا کرتے ہیں۔ واقعی مخالفت انسان کو اندھا۔ بہرا اور گونگا بنا دیتی ہے۔ کیا ان لوگوں کی نظروں کے سامنے وہ اعلان اب آتا ہی نہیں۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اخبار بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء میں بالفاظ ذیل شائع کیا تھا۔ کہ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن موجودہ قاریان و اقربا حضرت مسیح موعودؑ بہ اجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

یہ اعلان سامنے تو ضرور آنا ہوگا۔ لیکن عداوت محمودؐ نے ان کی آنکھوں کی بینائی چھین لی ہے اور اس قدر مست ہو چکے ہیں۔ کہ اپنے سابقہ کئے پر بھی اظہار افسوس نہیں کرتے۔ اور نہ ہی تبدیلی کرتے عقائد کو ترک کرتے ہیں۔ آج اگر قادیانی خلافت ان کے نزدیک شرک ہے۔ تو میں نہایت ہی درد بھری زبان سے کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ جب بروئے اعلان بالا اہل پیغام کے چند اراکین اور بالآخر خود حضرت امیر پیغام نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے عین مطابق حضرت مسیح موعودؑ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ بلکہ آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ تو کیا اہل پیغام ازراہ کرم اس بات کا جلی قلم سے اپنے اخبار کے کسی کالم میں اعلان فرمائیں گے۔ کہ فی الواقعہ اہل پیغام میں سے جن حضرات نے خلافت اول کو تسلیم کر کے بیعت کی تھی۔ اور پھر متواتر چھ سال تک قادیانی خلافت کو تسلیم کرتے رہے تھے۔ انہوں نے شرک کیا تھا۔ اور متواتر چھ سال تک وہ سب اصحاب مشرک تھے۔ پھر مزہ ہوگا۔ یہ کہنے کا کہ

"قادیانی خلافت شرک ہے"

خدارا سوچو۔ وہی خلافت جس کو ایک دن حضرت مسیح موعودؑ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے عین مطابق راشدہ آپ لوگ خیال کرتے تھے آج وہ شرک بن رہی ہے۔ کس قدر شرم کی بات ہے۔ کہ اس سُرخی کی اشاعت پر حضرت امیر نے بھی جناب ڈاکٹر صاحب کو کچھ نہیں کہا۔ حالانکہ اس اعلان میں ڈاکٹر صاحب خود بھی شامل تھے۔ اور خلافت کو تسلیم کر کے حضرت خلیفہ اول رضؓ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہوئی تھی۔ جو برابر چھ سال تک قائم رہی۔ ذرا یہ نہ سوچا کہ ہم بھی کم از کم چھ سال تک مشرک ثابت ہوں گے۔

خداوند کریم کے نزدیک تو مولوی محمد علی صاحب کے متعلق جب خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو یہ الہام کیا تھا۔ کہ

"آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادے رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔"

حضرت امیر کے خیالات میں ۱۹۰۴ء سے ہی تبدیلی واقع ہو چکی تھی۔ لیکن پھر بھی جو آپ دس سال تک دبے رہے اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ انہوں نے اتنے سال نفاق سے کام لیا۔ اور بالآخر صبر نہ ہو سکا۔ اور لاچار ہو کر لاہور کی راہ لی جہاں کے متعلق "لاہور میں ایک بے شرم" کا الہام بھی موجود ہے۔

ذرا اب ہم قرآن کریم کی طرف بھی توجہ کرتے ہیں۔ کہ مشرکوں کے متعلق خدا کیا فرماتا ہے۔ سورۃ البقرہ ع ۲۷ میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تنکحوا المشرکٰت حتّٰی یؤمنّ ط ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتّٰی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم اولٰئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنۃ والمغفرۃ باذنہ ویبین اٰیتہ للناس لعلھم یتذکرون ط

یعنے مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں۔ اور یقیناً ایک مومن لونڈی ایک مشرک (بی بی) سے بہتر ہے۔ گو وہ تمہیں اچھی لگتی ہو۔ اور مشرکوں کو (عورتیں) نکاح میں نہ دو۔ یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں۔ اور یقیناً ایک مومن بندہ مشرک سے بہتر ہے۔ گو وہ تمہیں اچھا لگے۔ یہ آگ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ اپنے اذن سے جنت اور حفاظت کی طرف بلاتا ہے۔ اور وہ اپنی باتیں لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

حضرت امیر انہی آیہ کریمہ کے نیچے اپنے "بیان القرآن" میں فرماتے ہیں:۔

مسلمان عورت کا مشرک مرد سے نکاح منع کر دیا گیا۔..... اسی طرح مشرکین کے ساتھ تعلقات معاشرت کو بھی روکا ہے..... اہل کتاب میں سے جو لوگ مشرک ہیں..... وہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔

جب اہل پیغام خود اپنے مضامین سے متواتر چھ سال تک مشرک ثابت ہو چکے ہیں۔ تو کیا ہمارا قرآن کریم کی روشنی میں اور نیز حضرت امیر کی تفسیر کے ماتحت یہ کہنے کا حق نہ ہوگا کہ اس زمانہ میں آپ کی تبلیغ لوگوں کو آگ کی طرف بلاتی تھی نہ کہ حق کی طرف اور نیز نکاح وغیرہ کے متعلق آپ لوگوں پر کیا کچھ فتویٰ عائد ہو سکتا تھا۔ کیوں جان بوجھ کر آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑا مار رہے ہو۔ آؤ کچھ ہوش کرو۔ محض عداوت و مخالفت محمود کی بناء پر آپ لوگ اندھا دھند وہ باتیں نہ کہہ دیا کرو۔ جن کی زد آپ پر پڑ سکتی ہو۔ ہے کوئی محقق فرد اصل پیغام میں سے جو اس بات کا اعلان کرنے کی جرأت کر سکے۔ کہ ہم چھ سال تک خلافتِ قادیانی کو قبول کر کے مشرک رہے۔ لیکن ایسا کرنا مومنانہ شیوہ ہے جس سے اہل پیغام کوسوں دور ہیں۔ دعا ہے۔ کہ خداوند کریم ان بچھڑے ہوئے اور غلط راستے پر چلے ہوئے بھائیوں کو سچے سلسلہ میں جلد شامل فرمائے۔ جو خدا کے فضل سے بتدریج ہو رہا ہے لیکن ایسا یک لخت ہو جانا بھی یقیناً حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور چمکتا ہوا نشان ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

(خاکسار عبدالکریم خان یوسف زئی احمدی از گلگت کشمیر)

ثنائی مشن

منہاج نبوّت

ناظرین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک اصول بیان فرمایا ہے۔ کہ قل ما کنت بدعاً من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم (۴۶ : ۸) کہ تمام انبیاء ایک ہی منہاج پر آتے ہیں۔ جو دلائل ایک نبی کی صداقت کے ہوتے ہیں۔ وہی دوسرے انبیاء کی صداقت کے ہوتے ہیں۔ اگر ایک ایسی دلیل ہے جس سے حضرت نوح علیہ السلام کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے۔ تو یقیناً اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صداقت بھی ثابت ہو جائے گی۔ اور کسی منکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہونی چاہیئے۔ اور نہ ہوگی۔ کہ وہ کہے کہ حضرت نوحؑ کو تو میں اس دلیل کی بناء پر صادق مانتا ہوں۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کے متعلق یہ دلیل صحیح نہیں کیونکہ جس دلیل سے ایک کی صداقت ثابت ہوتی ہے ضروری ہے کہ اگر وہی دلیل کسی دوسرے پر صادق آئے تو وہ بھی صادق قرار دیا جائے:

اسی معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری "مفسر قرآن" کو ان کے ایک مضمون کے جواب میں یہ دعوت دی تھی کہ

"آپ تمام انبیاء کو مانتے ہیں۔ یقیناً آپ کے پاس وہ معیار ہوں گے۔ جن کی وجہ سے آپ ان انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔ پس سہل طریق فیصلہ یہ ہے کہ آپ وہ معیار قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے اخذ کر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو تمام انبیاء پر صادق آتے ہوں۔ اور تمام انبیا کی صداقت بلا استثنائے احد سے ان سے ثابت ہوتی ہو۔ آپ آئندہ اشاعت سے انہیں درج کرنا شروع کر دیں۔ میں انہی معیاروں کی رو سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کا منجانب اللہ ہونا ثابت کر دوں گا۔" (فاروق ۷ رمئی) اس کے جواب میں مولوی صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ مثلاً حضرت نوحؑ یا حضرت ابراہیمؑ یا حضرت موسےٰ علیہ السلام یا کم از کم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہی صداقت کے چند دلائل جن کو وہ فرط محبت سے آسمان پر بٹھلائے ہوئے ہیں۔ تحریر کرتے۔ مگر اس سے انہوں نے نہایت ہی عمدہ طریق پر کنارہ کشی کی ہے۔ اور دھوکہ دہی کی خاطر "فاروق کی تجویز منظور" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں کہ ہمیں یہ طریق منظور ہے۔ اور اس کے متعلق ایک معیار درج کیا ہے۔ جو ان کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ "آج ہم وہ معیار پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن مجید نے پیش کیا۔ اور مرزا صاحب قادیانی نے تسلیم کیا ہوا ہے (جس طریق پر آپ نے پیش کیا ہے۔ اس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے پیش ہی نہیں کیا۔ حضور نے تمام شرائط کو مدنظر رکھ کر پیش کیا ہے۔ محمد شریف) ..... ارشاد ہے۔

کتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔

اس کتاب عزیز کی کوئی بات پچھلی یا آئندہ کی بتائی ہوئی غلط نہیں ہوگی۔

مطلب یہ کہ نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات نہ گذشتہ زمانہ کے متعلق غلط ہوگی۔ نہ آئندہ کے متعلق۔ یہ معیار نبوت جو قرآن مجید کا بتایا ہوا اور مرزا صاحب کا تسلیم کیا ہوا فاروق کو بھی اگر مسلم ہے۔ تو اس پر دستخط کر کے ہمیں اجازت دے۔ کہ ہم نبوت قادیانی کو اس پر پرکھیں۔ "تا سیہ روئے شود ہر کہ دورغش باشد"

(اہلحدیث ۱۴ رجون ۳۵ء)

ناظرین کرام یہ ہے وہ معیار نبوت جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نے پیش کیا ہے۔ اور جس سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی علمیت انشاء اللہ العزیز آشکارا اور دستار فضیلت تار تار ہو گی۔ کسے یہ مسلم نہیں کہ کتاب عزیز (کلام الٰہی قرآن شریف) کی ہر بات خواہ وہ گذشتہ زمانہ کے متعلق ہو۔ یا آئندہ کے متعلق غلط نہیں۔ اور جو کلام الٰہی ہے۔ وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ جو اس میں مذکور ہو۔ سب صحیح ہو گا۔ مولوی صاحب "کلام الٰہی" کو "نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات" بتلا رہے ہیں۔ کیا مولوی صاحب آپ کے نزدیک نبی کے منہ سے ہر ایک نکلی ہوئی بات کلام الٰہی ہوا کرتی ہے ذرا ہوش سے کام لیجئے۔ اور وہ کھجوروں کو پیوند لگانے والا واقعہ اپنے ذہن میں لائیے۔ اور حدیبیہ کے واقعہ کو بھی ذہن میں رکھئے۔ (بخاری) نہیں (۵) کیا حضرت یونس علیہ السلام کے منہ سے یہ بات نکلی ہوئی تھی۔ یا نہیں۔ کہ اے میری قوم تم پر عذاب آئے گا۔ کیا پھر وہ عذاب ان کی قوم پر آیا؟ (۶) کیا آنحضرت صلعم کے منہ سے یہ بات نکلی ہوئی تھی یا نہیں۔ کہ میں اور میرے متبعین غالب رہیں گے۔ پھر لڑائیوں میں آپ کے اصحاب کیوں کافروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور جنگ احد میں کیا ہوا۔ کیا اس وقت اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) بھول گیا تھا۔ کہ "واللہ یعصمک من الناس" (۷) کیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بات نکلی ہوئی تھی۔ یا نہیں۔ کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوں گے۔ کیا پھر حدیبیہ کے موقعہ پر مسجد حرام میں داخل ہو کر ہی آپ تشریف لائے تھے۔

پس مولوی صاحب یہ آپ کی بہت بڑی غلطی ہے۔ کہ آپ نے "کلام الٰہی" "الہام الٰہی" "وحی الٰہی" کو نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات سے تعبیر کیا۔

مولوی صاحب۔ آپ نے اس معیار کو اور صحیح معیار کو درج کر کے جو اپنی طرف سے اس میں تحریف کی ہے۔ یقیناً داد کے لائق ہے اور اس میں بھی آپ نے "خصوصی عیب یہود" سے کام لیا ہے۔

مولوی صاحب براہ مہربانی یہ بھی تو بتلائیے کہ نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات بعینہٖ اسی طرح ہو جایا کرتی ہے۔ اگرچہ شرطی ہو۔ یا بغیر شرط کے (۱) کیا حضرت یوسف علیہ السلام کے منہ سے یہ بات نہ نکلی تھی۔ کہ مجھے سورج چاند اور گیارہ ستارے سجدہ کر رہے ہیں۔ (سورۃ یوسفؑ) پھر کیا آپ کوئی الوا قعہ سورج۔ چاند اور گیارہ ستاروں نے سجدہ کیا تھا؟ اگر نہیں تو کیا یہ نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات تھی یا نہیں۔

(۲) کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منہ سے یہ بات نکلی تھی۔ یا نہیں۔ کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ کیا آپ نے اپنا وہ بیٹا فی الواقعہ ذبح کیا۔ اگر نہیں تو کیا یہ "نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات" تھی یا نہیں؟ (۳) کیا حضرت نوح علیہ السلام کے منہ سے یہ بات نکلی ہوئی تھی۔ یا نہیں کہ میرے اہل بچائے جائیں گے۔ کیا آپ کے اہل میں سے آپ کا بیٹا ہلاک ہوا یا نہیں۔ کیا یہ نبی کے منہ سے بات نکلی ہوئی تھی۔ یا نہیں۔

(۴) کیا حضرت موسےٰ علیہ السلام کے منہ سے یہ بات نکلی ہوئی تھی یا نہیں۔ کہ اے بنی اسرائیل یہ ارض مقدسہ خدا نے تمہارے نام "رجسٹری" کر دی ہوئی ہے۔ کیا وہ زمین پھر بنی اسرائیل کو بغیر کسی حیل و حجت کے مل گئی؟ کیا یہ نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات تھی یا

مولوی صاحب بتلائیے۔ اور پھر بتلائیے اور کسی سے مشورہ کر کے اور دریافت کر کے بتلائیے کہ کیا یہ باتیں انبیاء علیہم السلام کے منہ سے نکلی ہوئی تھیں یا نہیں۔ اگر نکلی ہوئی تھیں۔ تو کیا غلط ثابت ہوئیں یا صحیح۔ اگر صحیح ہیں۔ تو کس طرح اور کیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جبکہ نہ کوئی شرط نہ تاویل۔ واہ جناب مولوی صاحب یہی ہے آپ کا من گھڑت تجویز کردہ اصول۔ کیا اسی بناء پر آپ مفسر قرآن اور فاتح قادیان (حالانکہ قادیان موجود ہے) اور "شیر پنجاب" بنے پھرتے ہیں۔ ذرہ حیاء کو کام میں لائیں۔ کہ قرآن شریف کے صحیح معیار میں آپ نے دخل دیکر اور "خصوصی عیب" تحریف کا ارتکاب کرکے آپ کہاں سے کہاں پہنچے۔

پس مولوی صاحب آپ اس معیار کو صحیح طور پر قرآن شریف سے اخذ کرکے پیش کریں۔ یا اسے واپس لیں۔ اور اپنی غلطی اور تحریف کا اعتراف کریں:

ہاں مولوی صاحب گذشتہ زمانہ کے متعلق یہ بھی تو بتلائیے کہ توریت میں تو حضرت مسیح کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اس کے آنے سے قبل ایلیا آسمان سے اُترے گا۔ اس کا نام عمانوئیل ہوگا۔ اور وہ بادشاہ ہوگا۔ اور آکر اسرائیل کے گھرانے کی گلہ بانی کریگا۔ کیا قرآن شریف نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو ہی وہ مسیح ٹھیرایا ہے یا نہیں۔ اگر آپ وہی مسیح ہیں جس کے یہود منتظر تھے۔ تو کیا آپ میں مندرجہ بالا صفات پائی جاتی تھیں؟ اگر پائی جاتی تھیں۔ تو کس طرح۔ اور پھر یہود نے آپ کا انکار کیوں کیا۔ اور کیوں صلیب پر چڑھا دیا؟ اور کیا پھر قرآن شریف کے معیار کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (میں اور میرے رسول غالب رہیں گے) آپ غالب رہے یا مغلوب۔ اور آسمان پر اُٹھائے جانے کی صورت میں کیا خدا غالب رہا تھا۔ یا یہود کہ ڈر کے مارے آسمان پر اٹھانا پڑا۔ اور زمین پر جگہ نہ ملی اور ایسے خائف ہوئے۔ کہ دوسرے یا چوتھے آسمان پر لے جانا پڑا۔ کہ مبادا کہیں پہلے آسمان سے بھی نہ لے جائیں۔ (آپ اہلحدیث ساری دنیا میں صرف آپ ہی موحد ہونے کے مدعی) ہیں۔ ذرہ یہ بھی تو بتلائیے۔ کہ مسیح اور خدا میں فرق کیا ہے وہ بھی الآن کما کان نہ اس میں تغیر نہ خدا میں تغیر بصورت جواب زمانہ محدود ہے۔ اس کا ثبوت کیا ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ عیسائیوں کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے۔ کہ شروع سے ایسا ہی تھا۔ اور ایسا ہی ہے۔ اور ایسا ہی رہے گا۔

ہاں یہ بھی قرآن مجید میں گذشتہ زمانہ کے متعلق مذکور ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے یہ پیشگوئی کی تھی۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (سورۃ صف) کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ براہ مہربانی بتلائیے۔ یہ پیشگوئی کس کتاب کے کس صفحہ میں مذکور ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں۔ الفاظ صاف ہیں۔

احمدؐ

رکسی ہیر پھیر اور تاویل کی ضرورت نہ ہوگی۔ آخر نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہے۔ غلط نہیں ہوگی۔ خواہ گذشتہ زمانہ کے متعلق ہو یا آئندہ کے۔ تفصیل کے لئے میزان الحق مصنفہ پادری فنڈر کا مطالعہ فرمائیے:

مولوی صاحب مندرجہ بالا چند سطور سے آپ پر اپنی علمیت کا پردہ فاش ہوگیا ہوگا۔ پس آئیے۔ اور اپنے من گھڑت اصولوں کو ترک کرکے قرآن مجید سے بلا کسی تحریف و تبدیل کے معیار صداقت انبیاء پیش کیجئے۔ میں بھی انہی معیاروں کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر سچ فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے

"یہ میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں"

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(خاکسار چوہدری محمد شریف مولوی فاضل)

فاروق کیا مولوی ثناء اللہ صاحب میں یہ حوصلہ ہے۔ کہ وہ اس مباحثہ کو اہلحدیث اور فاروق میں اس طرح شائع کرنے کی جرأت کریں۔ کہ آپ کا اعتراضی مضمون تمام کا تمام فاروق میں شائع ہوکر ناظرین فاروق کی نظر سے گذرتا رہے۔ اور فاروق کا جوابی مضمون بلا کم و کاست اہلحدیث میں نقل ہوکر ناظرین اہلحدیث تک پہنچتا رہے۔ تاکہ جانبین کے مباحثہ سے ہر دو فریق کے اصحاب واقف ہوکر خود کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے کوشش کریں۔ اگر مولوی صاحب نے یہ ہمت نہ کی کہ فاروق کا مضمون اپنے ناظرین اہلحدیث تک پہنچاویں۔ تو آپ کی ساری حقیقت اور دعویٰ فضیلت و ہمہ دانی ظاہر ہو جاوے گی۔ اور یہ آپ کی گریز اور کمزوری کی بین دلیل ہوگی

(ایڈیٹر)

احرار کا مُشکلکُشا

قادیان سے احرار کے مشکل کشا کنج بہاری شرمانند برہمچاری نے جو ایک ہفتہ وار اخبار قادیان کے سربستہ رازوں کے اظہار کے لئے جاری کرنا چاہا تو ڈی سی گورداسپور نے احرار کے حال زار پر خاص مہربانی فرما کر صرف دو سو پچاس روپیہ کی ضمانت داخل کرنے پر اجازت اخبار عطا فرمادی یہ رقم ضمانت پنجاب بھر میں اپنی تعداد کی غالباً پہلی مثال ہے جو ایسی خصوصیت حکومت کے خاص وفادار گروہ احرار کے اخبار کو ہی حاصل ہوئی کہ اس سے صرف ۲۵۰ روپیہ کی ضمانت پر ہی اکتفاء کیا گیا۔ یہ خصوصیت پنجاب بھر کے کسی اخبار یا رسالہ کو میرے علم میں حاصل نہیں۔ پس جون گذشتہ میں اخبار جاری ہوگیا اور ماہ رواں جولائی میں وہ ضمانت بحق سرکار ضبط ہوکر مزید پانسو نقد کا مطالبہ ہوا ہے۔ افسوس کہ مشکلکشا نے ۳ جولائی کے پرچہ میں ایک جھوٹا الزام ہم پر لگایا تھا۔ کہ خلیفہ صاحب نے میر صاحب پر ۴۰ روپیہ جرمانہ بوجہ بدانتظامی اور ناقابلیت کیا ہے جو بالکل غلط اور بے بنیاد تھا۔ سو خدا نے اس جھوٹ کی سزا اس کو دست بدست دیدی کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ حضرت فضلِ عمر جیسی قابل ترین اور امن و صلح کے شہزادہ کی قیادت کی وجہ سے تصادم انگیز سازشی ناکام و نامراد رہے۔ اس امن کے شہزادہ کے پے در پے خطبات۔ ہدایات اور تنبیہات نے جماعت کو نزغ شیطانی سے بچائے رکھا۔ اور یقیناً یقیناً دشمن نے اس مقابلہ میں سخت مات کھائی اور اس کو اپنے ملاء اعلیٰ کے حضور میں سخت ندامت اور ذلت اٹھانی پڑی۔ کہ اس قدر صرف کثیر۔ تضیع اوقات اور جد وجہد کے باوجود وہ نہیں ہوا جو ان کو ابتدائے پروگرام میں متوقع تھا۔ تو اب دشمن بالکل ننگا ہو گیا ہے۔ اور اس کی ہر حرکت و سکون ایسی عریاں ہو گئی ہے۔ کہ نا سمجھ بچے بھی دشمن کی ہر پولیٹیکل اور ڈپلومیٹک چال کو سمجھ رہے ہیں۔ کہ اب دشمن رونے پر اتر آیا ہے۔

واقعات پر واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ ہر دوسرے تیسرے ایک دو مقدمات کی طرح ڈالی جاتی ہے۔ اِدھر سنا جاتا ہے کہ فیصلہ کنندگان بھی ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ کہ خواہ انصاف کا کتنا ہی خون کیوں نہ ہوتا ہو۔ خواہ دنیا و مافیہا کی کتنی ہی پھٹکار کیوں نہ پڑے۔ خواہ مقدمات میں شہادتیں کتنی ہی جعلی۔ اختلاف بھری کیوں نہوں کرنا وہی ہے جو پروگرام کی غرض و غایت ہے۔ جیسا کہ واقعات نے تصدیق بھی کر دی ہے۔ مگر دشمن نے اب محسوس کیا۔ کہ مقدمہ بازی کا کورس بھی بوجہ جماعت احمدیہ کی بے حد صبر آزما امن پسندی صلح جوئی اور کنارہ کشی کے بہت لمبا ہو جائے گا۔ اور وقت اب تھوڑا رہ گیا ہے۔ پہلے ہی ملاء اعلیٰ ڈانٹ ڈپٹ رہے ہیں۔ کہ اس قدر دیر چہ معنے دارد۔ دو دن کا کام اور دو سال گزرنے کو ہیں۔ مگر ہنوز روز اول ہے۔ غرضیکہ اُس طرف کی باز پرس کی وجہ سے گھبراہٹ اور پریشانی دشمنوں کے دل و دماغ پر مستولی ہو رہی ہے۔ اس لئے اب مفسدوں نے کٹ شارٹ کی خاطر خواہ مخواہ راہ چلتے احمدیوں کے گلے پڑنا شروع کیا۔ کیونکہ ان کے دِل اس بات سے بالکل مطمئن ہیں۔ کہ دشمن کے پروگرام میں "ہر چہ خواہی کن" شامل ہے۔ اگر احمدیوں نے حفاظت خود اختیاری کی۔ تو بلوہ بنا بنایا موجود ہے۔ کہ اگر تم گلے پڑے اور ضرب شدید اور خون بھی کر دیا تو بھی تم بچ جاؤ گے۔ کیونکہ فیصلہ احمدیوں نے نہیں کرنا یا دلایت میں نہیں ہونا۔ مگر اس پر بھی تسلی نہیں ہوئی۔ کیونکہ بوجہ قلت وقت کے سخت عجلت بکار ہے۔ تو اب کرنا یہ ہوا۔ کہ احمدی جماعت کی بزرگ ترین ہستیوں پر قاتلانہ حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا جاوے۔ مار کر بھاگ جاؤ۔ اور روپوش ہو جاؤ پھر ہم سنبھال لیں گے۔ شک کا فائدہ ملزم کو ہی ملا کرتا ہے خصوصاً قتل کے مقدمات میں۔ پس تم اگر موقعہ پر نہ پکڑے گئے۔ تو شک بنا بنایا موجود ہے۔ اور اگر موقعہ پر پکڑے بھی گئے۔ تو ڈبل بلوہ۔ مشرق و مغرب کے پیٹنٹ گواہ مہیا ہیں۔

چنانچہ اس تعجیلی پروگرام کا پہلا اقدام حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ دشمن کے پٹھو یعنی احراری اس ارذل ترین حملہ آور کے دائیں بائیں دور فاصلہ پر کھڑے اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور موقعہ پڑنے پر گواہ بننے اور اس خبیث روح کو بچانے اور پناہ میں لینے کے لئے طیار برطیار تھے۔ مگر خدا جس کو بچائے اسے کون مٹائے۔ حملہ آور نے حملہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اور اسے یقین کامل تھا۔ کہ آج میں کامیاب ہو کر ہمیشہ کے لئے ٹکر گدائی کی رسوائی سے بچ کر سفید پوشی اور کرسی نشینی کا مستحق بن جاؤں گا۔ مگر خدا کے مقدس وعدے ہرگز ہرگز باطل نہیں ہوئے۔ خدا کا وعدہ اپنے پیارے مسیح موعود علیہ السلام سے تھا واللہ یعصمک من الناس یعنے خدا تجھے دشمنوں سے محفوظ و مامون رکھے گا۔ دشمن تجھے روحانی اور جسمانی دونو طرح نابود کرنے پر قادر نہ ہونگے۔ اِدھر حضرت اقدس نے الہام خداوندی کے ماتحت الوصیت میں یہ تحریر فرما کر کہ "میں اور میرے اہل و عیال وصیت کرنیسے مستثنےٰ ہیں" حضرت ام المؤمنین اور حضرات صاحبزادگان کو اپنا جزو لا ینفک قرار دیا۔ یعنی جس طرح حضرت اقدس کو اللہ تعالےٰ نے دشمنوں کے حملوں سے بچایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان مقدس ہستیوں کو بھی اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ انشاء اللہ۔ سو میرے دوستو۔ اس تازہ نشانِ صداقت کو دیکھ لو۔ اور اپنے ایمانوں کو تازہ کر لو۔ حضرت مسیح موعود روحانی طور پر تو تا ابد زندہ ہیں ہی مگر اس جزو لا ینفک کی موجودگی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی زندگی بھی روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ چنانچہ اس تازہ واقعہ نے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے ؎

اللہ اللہ! جو اسباب اور ذرائع اوسماعی ہماری ہستی کو مٹانے کے لئے دشمن استعمال کرتا ہے۔ وہی اسباب ہماری ہستی اور صداقت کے قیام اور اشاعت اور تصدیق کا باعث ٹھیرتی ہیں۔ یہ آنی مصائب و تکالیف آنی سنت اللہ ہیں۔ کیونکہ یہ گوہر صداقت کے زیادہ چمکنے کا باعث ٹھیرتی ہیں۔ پس ہم ان مصائب میں سوائے اس گھبراہٹ کے جو ہر ایسے وقت واقع ہونی فطرتی خاصہ ہے۔ ہرگز مایوس نہیں۔ بلکہ ہم آگے سے زیادہ کامیابی کو زیادہ نزدیک آتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ ادھر اگر دشمن نے صداقت کے مٹانے کے لئے اپنے پروگرام کی رفتار تیز کر دی ہے تو اُدھر اس صداقت کو بھیجنے والے جبار قہار خدا نے بھی اپنی رفتار کو تیز کر کے تنقصہا من اطرافہا پر عمل فرمانا شروع کر دیا ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ کہ ؎

اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
کام وہ دکھلائے گا جیسے ہتھوڑی سے لہار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے پروگرام کو کوئی ڈپلومیسی اور پولیٹیکل چال روک نہیں سکتی۔ وہ زبردست خدا آن واحد میں بڑی بڑی زبردست ہستیوں کو مٹی میں سلا کر رُلا سکتا ہے یہ کوئی تخیلات نہیں۔ بلکہ اب تو واقعات ہیں! اور واقعات بھی اپنی آنکھوں دیکھے ہیں۔ صدیوں یا سالوں کے نہیں بلکہ صرف چند دنوں پہلے کے آپ بیتے ہیں۔ ہماری تو پھر بھی دلی دعا اور تڑپ یہی ہے کہ انسانیت کے جامہ میں آخر یہ ہمارے بھائی ہیں۔ بچ جائیں تو اچھا ہے۔

مگر بظاہر حالات ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ دشمن کو جوش تعصب اور جنون وقار نے حق و باطل میں تمیز کرنے کے قابل نہیں رہنے دیا۔ دشمن قادیان جیسی پرامن بستی کے خرمنِ امن میں فتنہ و فساد کی چنگاری ڈالکر بالکل اس نادان دکاندار کے مشابہ ہو گیا ہے۔ جو دسمبر کے مہینہ میں شملہ جیسے پہاڑ پر برف کی دکان کھول لے۔ قادیان میں پچاس سال سے سلسلہ احمدیہ پھول پھل رہا ہے مقدس مسیح خدا کی طرف سے صلح و سلامتی لایا۔ اس کو اپنوں نے ستایا پرایوں نے تختہ مشق بنایا۔ طرح طرح کی ستم گاریوں سے اس امن کے شہزادہ کے صبر کو آزمایا۔ مگر ان کے ہاتھ سوائے ذلت و خواری کے کچھ نہ آیا۔ اس مقدس ہستی کی طفیل قادیان کے گدا اور غرباء امرا بن گئے۔ درندے روحانی پرندے بن گئے۔ حیوان انسان بن گئے۔ غرضیکہ قادیان والے ہندو ہوں یا مسلمان۔ غریب ہوں یا امیر۔ اس پاک وجود کی طفیل خاک سے اکسیر بن گئے۔ انکو وہ کچھ نصیب ہوا۔ جو باہر والوں کے خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔ مگر وائے بدقسمتی کہ وہ سب کچھ بھول بھلا کر باہر سے آئے ہوئے مداریوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن گئے! انہیں معلوم نہیں کہ جو دلی ہمدردی اور تعلق ہم قادیان والوں کو ان سے ہو سکتا ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی لدھیانہ اور چکڑالہ کے زرخرید زر پرستوں اور مطلب برآروں کو نہیں ہو سکتا۔ وہ چوروں کی طرح آئے اور ڈاکوؤں کی طرح مال چھ ماہ تک واپس چلے جائیں گے۔ اِس لئے میں تو اب بھی قادیان والوں سے یہی کہوں گا کہ اپنے مآل کی فکر کریں۔ محسن کشی بہت بُرا فعل ہے۔ حیوانات میں بھی وفا کیشی کا احساس ہوتا ہے۔ تم اے قادیان والو اتنا ہی سوچ لو۔ کہ وہ جو باہر سے تمہارے گمراہ کن رہنما بنکر آئے ہیں وہ قاتلانہ حملوں کے وقت پیچھے کیوں رہتے ہیں۔ اور تمہیں کو پیش پیش رکھ کر مورد سزا و عتاب کیوں بناتے ہیں۔ اگر وہ ایسے ہی دیندار ہیں۔ تو انہی کو جارحانہ کارروائیوں میں پیش پیش رہنا چاہیئے۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اصل کوئی ہے!!

قادیان کے گذشتہ پچاس سال کے ریکارڈ کو سامنے رکھو اور پھر ان ڈیڑھ دو سال کے ریکارڈ کا موازنہ کرو جن میں ابر رحمت کی شکل میں پولیس کا قیام ہوا ہے۔ اور بتائیں کہ ان پچاس سال میں امن زیادہ قائم رہا۔ یا اب دو سال سے امن قائم ہے۔ گالیاں دینے والے علماء پہلے بھی یہاں آکر جلسے کرتے رہے۔ مگر ان کے مدنظر مذہبی مخالفت تھی نہ کہ پولیٹیکل۔ اس لئے عارضی چھیڑ چھاڑ کر کے چلے جاتے رہے۔ مگر اب تو مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ پولیس جوں جوں بڑھتی جا رہی ہے۔ توں توں نقض امن کی وارداتیں زیادہ ہوتی جا رہی ہیں۔ جب صرف ایک سپاہی رہا کرتا تھا۔ وہ دن بھی ہمیں یاد ہیں۔ اور خوب یاد ہیں۔ مگر اب ہر گلی کوچہ میں سپاہیوں کے گلّوں کے گلّے پٹرول کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن ہر دوسرے تیسرے روز فتنہ پرداز کوئی نہ کوئی شاخسانہ کھڑا کر دیتے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اب کوئی بھی واردات نہ ہوتی۔ پھر یہ کیا راز ہے۔

ان حالات کو دیکھ کر ایک مبصر انسان دو نتیجوں میں سے ایک نتیجہ نکالنے پر ضرور مجبور ہے۔ کہ یا تو قادیان کی پولیس ہی بالکل نااہل اور ناقابل ہے کہ باوجود دن بدن زیادہ ہونے کے اس امن کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ جو بغیر پولیس کے قائم تھا۔ اور یا پھر پولیس فتنہ پردازوں کی سرپرست ہے۔ اور جیسا کہ بعض ذمہ دار افسران کی مختلف جدوجہد اور گفتگوؤں کے متعلق سنا گیا ہے۔ اگر وہ صحیح ہیں کہ ایک افسر کہتا ہے کہ چھوٹے موٹے آدمیوں کو چھوڑو بڑوں بڑوں پر ہاتھ ڈالو۔ دوسرا کہتا ہے تم کن باتوں میں پڑے ہوئے ہو احمدیوں کو گرفتار کرو۔ ان کے مجمعوں کو گرفتار کرو۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب قاتلانہ حملہ کی رپورٹ لکھوانے جاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ پولیس والے ذمہ دار اصل مجرم کی تلاش کریں پولیس کو ہتکڑیوں سے مسلح کر کے جھٹ احمدی بازاروں میں بھیج دیا جاتا ہے ہماری طرف سے ملزم کے لئے نشان دہی کی جاتی ہے کہ بائیں طرف فلاں مکان میں ہے تو پولیس والے دائیں طرف بھاگ دوڑ شروع کر دیتے ہیں۔ یہ زرگریاں اور ہوشیاریاں ایک ذی ہوش اور حق پسند انسان کے دل میں شبہ پیدا کرنے کے لئے کافی مصالحہ ہیں کہ ہمیں فول بنانے کے لئے اپنا فول پنا ظاہر کیا جا رہا ہے۔ ورنہ ایک ضمانت شدہ ملزم کا گرفتار کرنا کیا مشکل تھا۔ جس کا کہ ضامن ہر وقت قادیان میں موجود ہے۔

جیسا کہ سشن جج بہادر کے فیصلہ سے ظاہر ہے۔ اگر ہم قادیان والے ایسے ہی ظالم۔ قاتل۔ جابر اور سازشیں کرنے والے ہوتے تو ہمارے لئے اب کونسی مشکل تھی جب کہ آئے دن بھرے بازاروں میں دن دہاڑے قتل کئے جاتے ہیں۔ مکان جلائے جاتے ہیں۔ کھلواڑے پھونکے جاتے ہیں۔ مگر ملزم گرفتار نہیں ہو سکتے۔ تو کیا ہم ہی ایسے نالائق تھے۔ کہ احراری تو جو بالکل معصوم اور پُرامن اور گئو مزاج لوگ ہیں۔ پولیس کی موجودگی میں ہر قسم کا قتل و غارت کر سکتے ہیں۔ مگر ہم احمدی جو قتل و غارت کے عادی اور مشاق اور قادیان کے ہر ہر پیر سے واقف ہیں۔ دو چار خسیسوں اور رذیلوں کو قتل نہیں کر سکتے۔ ان کے دو چار مکانوں کو خاکستر نہیں کر سکتے۔ حالانکہ فیصلہ کی رو سے ہمارے لئے ایسا کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ غرضیکہ کہاں تک ان مضحکہ خیز حالات اور حرکات کا اعادہ کیا جاوے جو قادیان میں غلط پروپیگنڈا اور جھوٹی رپورٹوں کی بناء پر قیام وقار کی خاطر ظاہر ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ گورنمنٹ برطانیہ کی آنکھیں کھولے اور ان کے کانوں کو شنوا کرے۔ تا ان پر اصل حقیقت آشکار ہو۔ اور وہ دوست و دشمن میں تمیز کر سکے آمین۔ آخر میں حضور کے ایک دعائیہ شعر پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں ؎

دِل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچ کر!
اے مری جاں کی پنہ فوجِ ملائک کو اتار! آمین

(خاکسار:- فخر الدین ملتانی)

(نوٹ:- ہمارے ایک نامہ نگار نے قادیان سے تار دیا ہے کہ قادیان میں ۱۴ جولائی کو پھر فساد ہوا ہے)